

مندیرونی صفحات پر

- اصلاح کا چارٹر
- این جی اوز کا بنیادی مقصد
- اسپتالوں کے لئے
- غلاظت سوز بھٹیاں
- ہماری زمین ہمارا مستقبل

# شہری

برائے بہتر ماحول  
اپریل تا جون ۱۹۹۹ء



SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو، وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے۔ مارگریٹ میر

## امن ایک انسانی حق ہے

پچھلے دنوں ہیگ نیدرلینڈز میں عالمی امن کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس میں دنیا بھر کے مندوبین کے علاوہ پاکستان پیس کولیشن کے ارکان نے بھی شرکت کی۔ ش۔ فرخ اس وفد میں شامل تھیں۔ شہری کے لئے ش۔ فرخ کا خصوصی مضمون اور تصاویر۔

اہتمام شاہی حکومتوں نے کیا تھا جس کے کنونشن روس کے زارکولس دوئم تھے۔ اس موقع کی یادگار کے طور پر امن محل تعمیر کیا گیا۔ جس کے لئے امریکی خلق دوست ایڈریو کارنہی نے ۶۵ ملین ڈالر فراہم کئے تھے۔ اس کانفرنس کا مقصد دنیا میں پائیدار امن قائم کرنا اور اسلحہ کی روک تھام تھا۔ لیکن نیک نیٹی پر مبنی وہ کوشش اس وقت ناکام ہو گئی جب ۱۸۹۹ء کی ہیگ امن کانفرنس کے ۱۵ سال بعد یورپ جنگ میں مبتلا ہو گیا تھا۔

شہری میں امن کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کانفرنس کا

کی گئی کوششوں کی صد سالہ سالگرہ تھی۔ اب سے سو سال قبل یعنی ۱۸۹۹ء میں اسی

سینئر ہیگ (نیدر لینڈز) کے استقبالیہ کانگریس

ہال سے گزرتے ہوئے کسی نے ہاتھ میں کانڈ کا ایک صفحہ تھما دیا، لکھا تھا۔ جیجیسا کی غیر اعلان کردہ جنگ کے دوران، ہم، روسی والدین کے بچے کھو گئے۔ ہم انہیں ابھی تک نہ زندگیوں میں اور نہ مرنے والوں میں، کہیں بھی تلاش نہ کر سکے ہمارے دل دکھ درد سے لبریز ہیں۔

ہمارے بچے۔ ہمارا مستقبل کہیں نہیں ہے۔

ہم نہیں چاہتے کہ کسی بھی قوم کے والدین اس طرح کے غم سے دوچار ہوں۔ ہم آپ کے ذہن اور دل سے گزارش کرتے ہیں۔ جنگ شروع نہ کرو بچوں کو ہلاک نہ کرو۔ تمام مسائل کا حل پر امن طریقے سے تلاش کرو۔

گزشتہ مئی کے دوسرے ہفتے ہیگ میں منعقد ہونے والی ہیگ ایپل فار پیر (HAP99) دراصل امن کے سلسلے میں



یہ ۹۹ء کے اختتامی اجلاس میں بہت سی دیگر آراء کے علاوہ ایک خوش امید آواز ہندوستان کی دینا شیا کی تھی جنہوں نے کہا تھا یہ امن کانفرنس ان اجلاسوں سے زیادہ پر اثر ثابت ہوگی جو بند کواڑوں کے پیچھے بار بار منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ حالانکہ اس پر رونق اور پرجوش کانفرنس پر ہیگ کا مطلع خلاف معمول صاف ہونے کے باوجود کوسوو کی جنگ کے مہیب سائے مسلسل چھائے رہے۔ ہیگ کانفرنس سے تقریباً ایک ماہ



امن کے لئے مظاہرہ کا ایک انداز

مقررہ نے جنوبی دنیا کی باشندہ ہونے کی حیثیت سے یہ کہا کہ ہمارا ماحولیاتی تنوع عالمی سرسوتوں کی جائیداد نہیں۔ کوسو میں لسانی تطہیر دراصل ثقافتی یک رنگی پیدا کرنے کی خواہش کی ایک مثال ہے۔ جبکہ ایک ایسی دنیا کا تصور جہاں تمام انسان ایک جیسے ہوں، تمام پودے اور جانور ایک طرح کے ہوں کسی کے لئے قابل قبول نہیں ہوگا۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم اپنے ہاں کے تمام جانداروں یہاں تک کہ آخری مگزی تک کا تحفظ کر کے اپنا ماحولیاتی تنوع اور فطری نظام کو برقرار رکھیں۔ ہمیں نہ صرف اسلحہ اور نیوکلیئر سے پاک خطے چاہئیں بلکہ جرٹوموں کی صنعت گرمی سے آزاد علاقے مطلوب ہیں۔ ہمارے لئے یہی امن کے معنی ہیں جہاں ہم اپنے ثقافتی تنوع کا جشن مناسکیں اور اپنی غذا پیدا کرنے کے لئے اپنی زمین میں مقامی بیج بوسکیں۔

پانچ روز تک جاری رہنے والی بیگ امن کانفرنس میں دنیا بھر کے لوگوں کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ اس میں چار ہزار افراد کی شرکت متوقع تھی جبکہ انتظامی تقریب میں یہ اعلان کیا گیا کہ اس وقت کانفرنس سینٹر میں ۸ ہزار افراد موجود ہیں۔ جبکہ آخری اعداد و شمار کے مطابق یہ تعداد ۹ ہزار سے تجاوز کر گئی تھی جس میں ۱۵ سو نوجوان شامل تھے۔

باقی صفحہ ۷۶ پر

امن سے مراد  
آسمان کا امن ہے  
زمین کا امن ہے  
پانیوں کا امن ہے  
پودوں کا امن ہے  
ماحولیاتی تنوع کا امن ہے

تشریح کچھ اس طرح کی۔

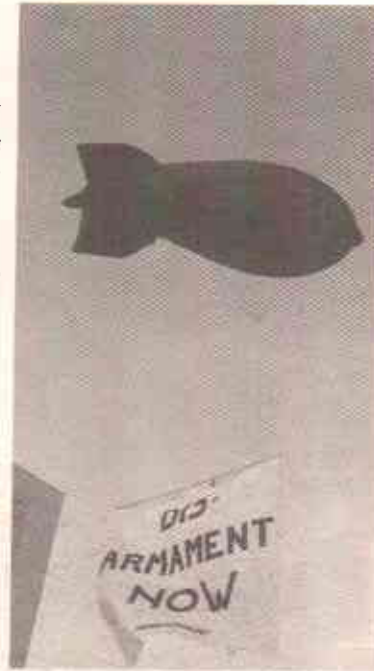
امن کا مطلب آسمان کا امن ہے، زمین کا امن ہے، پانیوں کا امن ہے، پودوں کا امن ہے، ماحولیاتی تنوع کا امن ہے۔ جبکہ عالمی معیشت کی بدولت جنگ ہمارے کھیتوں اور باورچی خانے کی میز تک پہنچ گئی ہے۔ اقتصادی گلوبلائزیشن رقابت کو فروغ دے رہی ہے۔ یہ طبع کا دفاع کرتی ہے اور باہمی تعاون کو تباہ کر رہی ہے۔ اس نے متنازعہ علاقوں میں انصاف نہیں بلکہ جنگ کو فروغ دیا ہے ہینٹاگون، کاؤر، اسکواڈرن کے علاوہ اسلحہ سازی کے دیگر اداروں نے جنوبی دنیا کو ہٹراتریشن کمپیکس بنا دیا ہے۔ یہ دواؤں کے نام پر ایسی کیمائیں فراہم کرتے ہیں جو ہماری زمین اور ہمارے جسموں کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس نے ہماری تعمیر کی طرف حیاتیاتی جنگ کا راستہ بنایا ہے۔

قبل ہیپ ۹۹ء کے نیویارک آفس میں متعلقہ عہدیداروں اور کارکنوں سے ملاقات ہوئی۔ کوسو کی جنگ چھڑ چکی تھی ادھر امن کانفرنس کی تیاریاں زوروں پر تھیں۔ کئی جانب سے بیگ کانفرنس میں کوسو کو اہمیت دینے کی خاطر دیاؤ بڑھ رہا تھا۔ لیکن منتظمین کا خیال تھا کہ ایسا کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ کیونکہ دنیا بھر کے دیگر بہت سے مسائل بھی خاصے گنہگار ہیں۔ ایک اطلاع یہ بھی تھی کہ مصلحہ "کوسو کو بالکل زیر بحث نہیں لایا جائے گا۔ لیکن ایسا کرنا ناگزیر ثابت ہوا۔ بلکہ اس دوران یوگوسلاویہ کے صدر ملوسوچ خصوصی طور پر زیر خطاب رہے۔ بلکہ یوگوسلاویہ میں نیوکی سرگرمیوں یعنی ہلاکتیں بند کرنے کے لئے مزید ہلاکتوں کے ارتکاب پر بھی کڑی تنقید کی گئی۔

کانفرنس کا سلوگن تھا "اب جنگ بند کرنے کا وقت ہے، امن ایک انسانی حق ہے۔"

لیکن امن سے کیا مراد ہے؟ ایک جاپانی مندوب کی رائے میں امن جنگ کے بعد نہیں۔ جنگ سے پہلے قائم کیا جائے۔

جبکہ دنیا شیبیا نے امن کی وسیع تر



## شہری

جی 200، ایک 2، بی ای سی ایچ ایس  
کراچی، پاکستان  
ٹیلی فون / فیکس: 453-0646-27

E-mail address: shehri@onkhura.com  
(web site) URL: http://www.onkhura.com/shehri

ایڈیٹر: رفیق صاحب  
انتظامی کمیٹی

چیرپرسن: قاضی قازم حسینی  
وائس چیرپرسن: ڈاکٹر ریاضی سوزا  
جنرل سیکرٹری: امیر علی مہمانی  
نمائندگی: حلیف - اے سٹار  
ارکان: نوبہ حسین، حلیف امیر  
ایس رضا علی، گردیزی  
شہری اشاعت

کوآرڈینیٹر: سزمنسور  
اسسٹنٹ کوآرڈینیٹر: محمد سلمان اشرف

شہری ذیلی کمیٹیاں

آلودگی کے خلاف: نوبہ حسین  
تعمیر و مرمت: ڈاکٹر ریاضی سوزا، امیر  
میڈیا اور جوبی روابط: سمیرا رحمن، حسن  
چھتری، فرمان اور

قانون: قاضی قازم حسینی، امیر علی مہمانی  
روٹینڈی سوزا، ڈاکٹر ریاضی سوزا، حلیف امیر  
پارکس اور تفریح: حلیف امیر  
اسلحہ سے پاک معاشرہ: نوبہ حسین  
قاضی قازم حسینی

مالی حصول: تمام ارکان  
ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے  
تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں  
شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع  
کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹرز ادارتی عملہ کا بیرون میں شائع ہونے والے  
مضامین سے مستثنیٰ ہونا ضروری نہیں۔

لے آؤٹ اور ڈیزائن: ریڈیو لالہ  
پروڈکشن: ایئر لیس کیو نیکیٹن

مالی تعاون: فریڈرک ٹویمان، ٹاؤن ہال

رکن IUCN

دی ورلڈ کنزرویشن یونین





کے بی سی اے نگران کمیٹی... مثبت تبدیلی کی اعلیٰ مثال

## سرکاری ونجی باہمی عمل کے راہنما خطوط

اداروں کو چلاتے ہیں اور سرکاری ایجنسیوں کے ساتھ شہریوں کے باہمی روابط و تعلق کو آسان بنایا جائے تاکہ شفاف عمل کو یقینی بنایا جائے۔ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ اس عمل کے نتیجے میں نظام میں مثبت تبدیلیاں لانے کے بارے میں سرکاری حکام کی صلاحیتوں میں بھی بہتری آئی ہے۔

نمائندگی کرتے ہیں کہ وہ شر کے جانے پچانے ماہر قانون دان ہیں۔ یہ شہری کے ایجنڈے کا ایک حصہ ہے کہ شہریوں کو ان قواعد و ضوابط اور قوانین کے بارے میں معلومات فراہم کر کے خود مختار بنایا جائے جو ہمارے شہری

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (کے بی سی اے) نگران کمیٹی کی مدت بڑھانے کا دوبارہ اعلان کیا گیا ہے۔ شہری سی بی ای نے اس کوشش کے لئے پیش قدمی کی اور اس سلسلے میں مسلسل زور دے کر اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کا مقصد کے بی سی اے میں قانون کی حکمرانی اور شفاف طریقہ کار لانا ہے۔ شہریوں کی شرکت اور سرکاری ونجی باہمی عمل ایک مثال اور رہنما خطوط فراہم کرتا ہے۔ دیگر شہری اداروں میں اچھے انتظام کو یقینی بنانے کے لئے ایسی ہی پیش قدمی کی حد درجہ ضرورت ہے۔



بلند ترین عمارات کے تعمیراتی

منصوبے کا جائزہ

لینے والی ذیلی کمیٹی

کے بی سی اے نگران کمیٹی نے تین اراکین پر مشتمل ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی ہے جو پاکستان انجینئرنگ کونسل (پی ای سی) پاکستان کونسل آف آرکیٹیکٹس اینڈ ٹاؤن پلانرز (پی ای سی اے ٹی پی) اور این ای ڈی یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کراچی کے نمائندوں پر مشتمل ہے۔

وہ تمام منصوبے پلان جو گراؤنڈ جمع چار اور زیادہ منزلوں کے ہوں گے انہیں ذیلی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے گا تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ ان منصوبوں کی منظوری میں تعمیراتی قوانین کی خلاف ورزی ممکن نہ ہو سکے۔

سید فیصل سعید

سیکرٹری حکومت سندھ کراچی

No.So-Land(K.D.A)NTP/3-88-98

نگران کمیٹی اک ایک سیکریٹریٹ بنایا گیا ہے کمیٹی کی سرگرمیوں میں رابطہ و تعاون اور کمیٹی کے فیصلوں کے مناسب عملدرآمد کو یقینی بنانا اس سیکریٹریٹ کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

جناب زید الواسطی کو کنٹرولر آف بلڈنگ کے بی سی اے کو نگران کمیٹی سیکریٹریٹ سیکریٹری کی حیثیت سے تعینات کیا گیا ہے۔ شہری کے نامزد کردہ جناب سرور خالد نگران کمیٹی سیکریٹریٹ کے کوآرڈینیٹر کی حیثیت سے کام کریں گے۔

نگران کمیٹی میں بھی شہری اپنے رکن رونالڈ ڈی سوزا کے ذریعے نمائندگی کرتی ہے۔ جبکہ شہری کے چیئرمین جناب قاضی فائز عیسیٰ کمیٹی میں اپنی ذاتی حیثیت سے

امریعات اطمینان ہے کہ مخصوص مفادات کے حامل گروپوں کی مزاحمت کے باوجود کے بی سی اے نگران کمیٹی کا دوبارہ اعلان کیا گیا ہے۔

شہری سی بی ای اور دیگر پر خلوص شہریوں نے اپنا یہ مطالبہ برقرار رکھا تھا کہ نگران کمیٹی کا دوبارہ اعلان کیا جائے۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں نہ صرف کمیٹی کا دوبارہ اعلان ہوا بلکہ اس کے اختیارات اور فرائض کو بھی بڑھایا گیا ہے۔

اپنی پہلی مدت کے دوران نگران کمیٹی کے ارکان کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا کیونکہ وہ اپنی پیشتر سفارشات کے بارے میں مزید بھرپور طریقے سے کام نہیں کر سکے۔ اکثر جن پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔

اس مسئلے کے حل کے لئے اب

# اصلاح کا چارٹر... کے بی سی اے نگر اں کمیٹی کا اعلامیہ

دیکر وہ شخص جو ابتدا سے تنظیم کی نمائندگی کر رہا تھا وہ اسے جاری رکھے گا۔ اگر تنظیم کی نمائندگی ایک سے زیادہ اشخاص کر رہے ہیں تو اس نوٹی فیکیشن کے مقدمہ کے لئے ایک ہی رکن کے طور پر سمجھے جائیں گے۔

(i) کمیٹی مندرجہ ذیل فرائض سرانجام دے گی۔

(i) کراچی بلڈنگ و شہری منصوبہ بندی کے قواعد و ضوابط ۱۹۷۹ء کی شرائط کے مطابق عمارات کی تعمیر کی منظوری کی نگرانی اور مانٹیر کرنا اور یا ایسے دوسرے قواعد جو آرڈی نینس کے تحت بنائے جائیں گے انہیں قواعد ہی کہا جائے گا۔

(ii) اتھارٹی منظور شدہ تعمیراتی پلان کی خلاف ورزی کی اطلاع ملنے کے پندرہ دن کے اندر آرڈی نینس کی دفعات کے مطابق مناسب اقدامات اٹھا سکتی ہے۔

(iii) کمیٹی اتھارٹی کو خطرناک یا غیر قانونی عمارات کو گرانے کی ہدایات جاری کر سکتی ہے۔ اتھارٹی ان ہدایات کے ملنے کے پندرہ دن کے اندر آرڈی نینس / قواعد و ضوابط کی دفعات کے مطابق عمل کرے گی۔

(iv) جب بھی ضرورت محسوس ہو قواعد و ضوابط میں ترمیمات کی سفارش کرے گی اور ڈرافٹ تیار کرے گی۔

(v) جب کبھی ضروری ہو آرڈی نینس میں ترمیم کی سفارشات پیش کرے گی اور ڈرافٹ تیار کرے گی۔

(vi) آرڈی نینس کی دفعات کو موثر بنانے کے لئے قواعد و ضوابط کا مسودہ بنائے گی۔

(vii) اس بات کو یقینی بنائے گی کہ اتھارٹی آرڈی نینس کی دفعات اور قواعد و ضوابط کو موثر طور پر لاگو کرے گی۔

(viii) گورنر اور اتھارٹی کو شہر کی افقی اور عمودی دونوں طرح کی افزائش کے قواعد سے متعلق پالیسی اقدامات تجویز کرے گی۔

(ix) اتھارٹی کو زیادہ اہل اور موثر بنانے کے لئے طریقے اور ذرائع تجویز کرے گی۔

(x) شہر کا تعمیر ماحول محفوظ رکھنے اور اسے تحفظ دینے کے لئے اقدامات تجویز کرے گی۔

(xi) اس بات کو یقینی بنانا کہ مختلف رہائشی اسکیموں اور دیگر اسکیموں میں تفریح پارکس، کھیل کے میدان، عوامی خدمات اور تفریحی علاقوں کا مناسب استعمال

ایس او لینڈ (کے ڈی اے) / ایچ پی پی / ۳-۸۹/۹۹ حکومت سندھ، سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس ۱۹۷۹ء کے سیکشن ۳-بی کے تحت حاصل شدہ اختیارات کے تحت ایک کمیٹی کو مقرر کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتی ہے جو کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کی سرگرمیوں اور آپریشن کو مانٹیر کرے گی اور جائزہ لے گی کہ مزید احکامات تک اس کی مدت تین برس ہوگی کمیٹی مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ہوگی۔

- (۱) سیکریٹری شعبہ رہائش و شہری منصوبہ بندی
- (۲) چیف کنٹرولر عمارات کے بی سی اے
- (۳) جناب جسٹس (ریٹائرڈ) حاذق الخیری
- (۴) ڈائریکٹر جنرل کے ڈی اے
- (۵) ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے
- (۶) ڈائریکٹر جنرل ایم ڈی اے
- (۷) مشیر قانون کے بی سی اے
- (۸) چیئرمین پاکستان انجینئرنگ کونسل
- (۹) چیئرمین پاکستان کونسل آف آرکیٹیکٹس اینڈ ٹاؤن پلانرز
- (۱۰) چیئرمین آف ایسوسی ایشن آف بلڈرز اینڈ ڈیولپرز
- (۱۱) شہری، شہری برائے بہتر ماحول نامزد کردہ
- (۱۲) آرکیٹیکچر ڈپارٹمنٹ واؤڈ کالج
- (۱۳) آف انجینئرنگ اینڈ نیکنالوجی
- (۱۴) سول انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ
- این ای ڈی انجینئرنگ یونیورسٹی
- (۱۵) گورنر کے نامزد کردہ تعمیراتی معاملات میں پیشہ گری دلچسپی رکھنے والے شہری اراکین کاؤس جی
- (۱۶) کم سے کم دس برس کی سرگرم پریکٹس رکھنے والے ایڈوکیٹ قاضی فائز عیسیٰ بار ایٹ لا جنہیں گورنر نے نامزد کیا

۸ سے ۱۳ نمبر تک درج تنظیموں کی نمائندگی ایسا شخص یا اشخاص کریں گے جن کے نام متعلقہ تنظیمیں تحریری طور پر کمیٹی کے سیکریٹری کو دیں گی بصورت

# شہری برائے بہتر ماحول کی نویں سالانہ جنرل باڈی میٹنگ

تسلیم کیا گیا جب حال ہی میں کے ڈی اے گورننگ باڈی دوبارہ تشکیل دی گئی اور اس میں شہریوں کی نمائندگی کو اور زیادہ بڑھایا گیا۔

شہری کی مسلسل کوششوں کے باعث سندھ ہائیکورٹ میں ایک گرین بینچ تشکیل پائی ہے جو ہائیکورٹ کے دو سینٹرز جوں پر مشتمل ہوگی اور جو ماحولیات سے متعلق مقدمات کو دیکھے گی۔ شہری کے اراکین سے کہا گیا ہے کہ وہ ایسے مقدمات میں مقامی عدلیہ کی مدد کریں۔

شہری اس قسم کے اقدامات کو سپریم کورٹ کی سطح پر بھی متعارف کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔

مزار ایکٹ کے تحفظ تقدس کے تحت مزار قائد اعظم کی حدود میں ۳۵ عمارات کو سندھ ہائیکورٹ نے غیر قانونی قرار دیا تھا لیکن بعد میں سپریم کورٹ نے تعمیر کنندگان کو ریلیف دے دیا تھا۔ لیکن شہری کے مطالبے پر کس دوبارہ سندھ ہائیکورٹ میں بھیج دیا گیا۔ جس نے مذکورہ عمارات کو دوبارہ غیر قانونی قرار دیا اور ان کا انہدام حال ہی میں سرانجام پایا ہے۔ شاہراہ فیصل پر فارچون سینٹر کی غیر قانونی تعمیر کے مقدمے کا فیصلہ فی الحال نہیں ہوا ہے اس میں شہری ایک فریق ہے۔

شہری سی سی بی ای کی نویں سالانہ جنرل باڈی میٹنگ (اے جی ایم) شہری کے دفتر میں بروز ہفتہ بتاریخ ۳ اپریل ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوئی جس میں ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء سال کے لئے عہدیداران کا انتخاب ہوا۔



وکتوریہ ڈی سوزا ممدارت کر رہی ہیں

کے بی سی اے گراں کمیٹی کا سیکریٹریٹ بھی بن گیا ہے۔ تاکہ کمیٹی کی سرگرمیوں میں رابطہ قائم کیا جاسکے۔ شہری کے نامزد کردہ جناب سرور خالد گراں کمیٹی سیکریٹریٹ کے کوآرڈینیٹر کی حیثیت سے کام کریں گے۔ شہری کا ایک دیرینہ مطالبہ اس وقت

خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ گراں کمیٹی کے کل دس اراکین میں سے دو کا تعلق شہری سے ہے۔ کمیٹی میں شہری کی براہ راست نمائندگی جناب رونالڈ ڈی سوزا کرتے ہیں جبکہ چیئرمین شہری جناب قاضی فائز عیسیٰ شہری کے ایک مشہور قانونی ماہر کی ذاتی حیثیت سے کمیٹی میں موجود ہیں۔

**شہری**  
کی نائب چیئرمین وکتوریہ ڈی سوزا نے شہری کی ۱۹۹۸ء کی اے جی ایم کی روداد پڑھ کر سنائی۔ ایک رکن جناب حیدر نے بعد میں اسے قبول کرنے کی تجویز پیش کی۔ جس کی تائید شہری کے ایک دوسرے رکن محمد علی رشید نے کی۔ امیر علی بھائی جنرل سیکریٹری شہری نے ۱۹۹۸ء میں ہونے والی شہری کی سرگرمیوں اور منصوبوں کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور ۱۹۹۹ء کے لئے منصوبوں کے بارے میں جائزہ پیش کیا جو مندرجہ ذیل ہے۔

## قانونی ذیلی کمیٹی

امیر علی بھائی نے شرکاء کو بتایا کہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی گراں کمیٹی کا دوبارہ اعلان کیا گیا ہے یہ فیصلہ شہری کے اراکین اور سول معاشرے کی دلچسپی رکھنے والے دیگر افراد کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے کیونکہ اس کے خلاف بعض مفاد پرست گروہوں کی شدید مزاحمت کا سامنا تھا۔

شرکاء کو یہ بھی بتایا گیا کہ نہ صرف گراں کمیٹی کا دوبارہ اعلان ہوا ہے بلکہ اس کے اختیارات اور فرائض میں بھی





دکٹوریہ ڈی سوزا (وائس پریزیڈنٹ)



امیر علی بھائی (جنرل سیکریٹری)



خطیب احمد (نراچی)

## شہری سی بی ای انتظامی کمیٹی ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء

چیئرمین  
نائب چیئرمین  
جنرل سیکریٹری  
نراچی  
ایگزیکٹو ممبر  
ایگزیکٹو ممبر  
ایگزیکٹو ممبر

قاضی فائز عیسیٰ  
دکٹوریہ ڈی سوزا  
امیر علی بھائی  
حنیف اے ستار  
نوید حسین  
خطیب احمد  
ڈاکٹر ایس رضاعلی گرویری

### فڈ جمع کرنے کی ذیلی کمیٹی

شہر کے نمایاں مقامات پر عوامی پیام کے سائن بورڈ لگائے جائیں۔ اس مقصد کے لئے عطیات درکار ہیں۔

شہر کے ہر گوشے کو بتایا گیا کہ بعض عطیہ کنندگان پس منظر میں رہتے ہوئے شہری کو باقاعدگی سے عطیہ دیتے ہیں۔ وہ اپنی شناخت پوشیدہ رکھتے پر مہر ہیں۔ ان کے عطیات شہری کے انتظامی اخراجات کا کچھ حصہ پورا کرتے ہیں۔ شہری کے اراکین اور ایڈمنسٹریٹو شہری ممبروں کی کوششوں سے گزشتہ برس خاصے فنڈ حاصل کئے گئے۔

شہری کراچی میٹرو پولیٹن ٹرانسپورٹ اتھارٹی (کے ایم ٹی اے) کا مسودہ تحریر کرنے والی کمیٹی کا بھی حصہ ہے۔ اس کمیٹی میں شہری کی نمائندگی امیر علی بھائی اور جناب فرحان انور کرتے ہیں۔ شہری گورنر سندھ کی جانب سے بلدیات کے معاملات پر بنائی جانے والی ٹاسک فورس کا بھی ایک حصہ ہے۔

باقی صفحہ ۷۷ پر

### آلودگی کے خلاف ذیلی کمیٹی

شہری نے کے ایم سی کی ”ایک پارک اپنائے“ اسکیم کے تحت ایک پارک (ایس ٹی-۱۳) اسکیم نمبر ۱۳ کلفٹن کراچی) کو اپنایا ہے لیکن علاقے کے لوگوں کے عدم تعاون کے باعث یہ منصوبہ خاطر خواہ نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اگر موجودہ حالات میں کوئی مثبت تبدیلی نہیں آئی تو ہو سکتا ہے کہ شہری یہ پارک کے ایم سی کو دوبارہ واپس کر دے۔

### اسلمہ سے پاک معاشرہ

شہری کی ابلاغی مہم خاص کامیاب رہی ہے۔ اسلمہ سے پاک کار اسٹیکر اس کا ثبوت ہیں۔ اس تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے ان امکانات کا جائزہ لیا جا رہا ہے کہ

رسوائے زمانہ گلاس ٹاور کیس میں تیسرے فریق کی دلچسپی کو دور کر دیا گیا ہے چنانچہ تعمیر کنندگان دکانوں کو اب تک کرائے پر نہیں دے پائے ہیں۔

جناب سلیم تھریانی کی سربراہی میں ایک کمیٹی سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی ننس ۱۹۷۹ء (ایس بی سی او ۷۷) کے قوانین قواعد و ضوابط کو آج کل وقت کے تقاضوں کے مطابق لانے میں مصروف ہیں۔ اس کمیٹی میں شہری کی نمائندگی جناب حسین لوٹاکر رہے ہیں جو ایک ماہر آرکیٹیکٹ ہیں۔

شہری کی قانونی ذیلی کمیٹی میں نو اراکین ہیں۔ فی الوقت شہری کی طرف سے دائر کردہ ۳۱ قانونی مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

### میڈیا اور بیرونی ذیلی کمیٹی

۱۹۹۸ء میں کمیٹی کی جانب سے چار نیوز لیٹر اردو اور انگریزی میں شائع کئے گئے جو عوام میں خاصے پسند کئے گئے۔ نیوز لیٹر کے علاوہ شہری کے رکن فرحان انور نے دو تحقیقی منصوبے بھی مکمل کئے ایک منصوبے کا تعلق شہر کے کوڑا کرکٹ کے انتظام کے شعبے سے تھا اس کا موضوع ”کراچی میں مچھلی کے سطح پر کوڑے کرکٹ کا انتظام“ مسائل اور حل“ تھا۔ دوسرا مطالبہ ”مگرنے کے لئے شہ سواری“ کراچی میں پبلک رہائشی شعبے کا تجزیہ“ تھا جس میں شہر کے شہری رہائشی شعبے کو درپیش مسائل کا جائزہ لیا گیا۔

اس وقت شہری کا اپنا ویب سائٹ تخلیق کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔



فرحان انور نے میڈیا اور بیرونی روابط کی کامیابیوں کا ذکر کیا



اجلاس کے حاضرین



فرمان انور اور رولینڈ ڈی سوزا

شہری

انتظامیہ میں

نجی شعبے

کی شراکت

انڈیا ہیسیٹ سٹریٹ

نیو دہلی کے زیر اہتمام

بین الاقوامی کانفرنس میں

شہری کی شرکت

شہری انتظامیہ میں نئے عالمی رجحانات پر مقامی معاملات میں منظم نجی شعبے کی شمولیت کے خصوصی حوالے سے بحث کے لئے نئی دہلی بھارت میں ایک بین الاقوامی کانفرنس ہوئی جس میں پاکستان کی نمائندگی شہری نے کی اور کراچی میں ٹھوس کورے کرکٹ کے انتظام کے مسئلے پر ایک مقالہ پیش کیا۔

کرنے کے لئے نئی دہلی بھارت میں ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد حال ہی میں ہوا تھا۔ اس کانفرنس کے بڑے منتظمین میں بھارت کی رہائشی و شہری ترقیاتی کارپوریشن (ایچ یو ڈی سی او) ایشیا پیسیفک سٹیزن فورم (ایس پی سی ایف) بھارت کا قومی ادارہ برائے شہری معاملات (این آئی یو اے) یو ایس ایڈ ڈی سینٹرلائزڈ ٹریڈنگ فار اربن ڈیولپمنٹ (ڈی ٹی یو ڈی) اور کنفیڈریشن آف انڈین انڈسٹری (سی آئی آئی) شامل تھے۔ کانفرنس کوئی ٹیٹ، فیڈرک ٹومان فاؤنڈیشن، مندرائینڈ مندرائینڈ پیٹ کنٹرول انڈیا اور اربن مینجمنٹ پروگرام ایشیائی کو اسپانسر کیا تھا۔

مختلف ممالک کے این جی اوڈ/ شہری گروپوں اور کاروباری گروپوں نے اس موقع پر اپنے اپنے منصوبوں کے بارے میں مقالات پیش کئے۔ میزیان ملک بھارت کی جانب سے اجاگر کئے جانے والے منصوبوں میں کلکتہ اولڈ ٹاؤن ہال کو دوبارہ زندگی دینے کا منصوبہ، 'بیمینی فرسٹ' چینیائی میں آبی گزرگاہوں اور تالابوں کی بحالی، انجمن نوجوان برائے بھارت بھارت، دی احمد آباد ایئرکس، ٹائٹا ریسرچ انشٹیٹیوٹ وغیرہ شامل ہیں۔ کولمبو میونسپل کونسل کے نمائندے نے شہری انتظامیہ کے بعض پہلوؤں کی نج کاری کے اپنے تجربے کے بارے میں بتایا۔ امریکہ کے ٹائٹمز اسکوائر اسٹریٹ برنس ایرومنٹ ڈسٹرکٹ، نیویارک اور دی امریکہ پروجیکٹ، اینڈلانا آف کارٹر سینٹر بھی زیر بحث آئے۔ کینیڈا اور جنوبی امریکہ کے نمائندوں نے بھی مقالات پڑھے۔ پاکستان کی نمائندگی شہری سی بی ای کے رونا لڈ ڈی باقی صفحہ ۱۸ پر

کا آغاز کیا ہے۔ اب تک کاروبار و تجارت اندرون شہر اور غریب آبادیوں میں کام کرنے سے احتراز کرتے تھے۔ مسائل کا انبار کاروباری پیش قدمی کو ناکامی میں تبدیل کردیتا تھا۔ چنانچہ کاروباری ذرائع پر لامحدود وعدوں کے لئے راہ ہموار کرنے کے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ پھر بھی حال ہی میں بہت سے کاروبار حکومت اور کمیونٹی کے ساتھ اشتراک کر رہے ہیں تاکہ حکمت عملیوں کی دوبارہ تعمیر میں شراکت دار بن سکیں۔ کیونکہ کاروبار حکومت یا کمیونٹی تنظیموں کا بدل نہیں ہو سکتے لیکن وہ رقم فراہم کرنے یا پالیسی مرتب کرنے والوں کی حیثیت سے رفاقت میں خصوصی وسعت لاسکتے ہیں۔ ایشیا میں کچھ کاروباری اداروں نے مقامی حکومتوں اور کمیونٹی تنظیموں کے ساتھ داخل ہو کر یہ قدم اٹھایا ہے تاکہ سماجی و معاشی مسائل کو حل کیا جاسکے۔ اس رجحان کے مثبت نتائج کس طرح حاصل کئے جاسکتے ہیں اس پر بحث و مباحثہ

شہر اس صدی کے دوسرے نصف میں کسی قوم کے سیاسی و معاشی ڈھانچے میں اہم مقامات کی حیثیت سے نمودار ہوتے ہیں۔ شہرہ جگہیں ہیں جہاں تجارت، لوگ، خیالات اور ثقافت کا سیلان ہوتا ہے۔ اکیسویں صدی میں پچاس فیصد سے زیادہ دنیا شہری بن چکی ہوگی۔ چنانچہ دنیا کے اطراف کاروباری مسابقت بنیادی طور پر شہریوں کی صحت اور خوشحالی سے منسلک ہے۔ ایشیا میں شہر اتنی تیزی سے وسعت پا رہے ہیں کہ بیشتر منصوبہ بندی کرنے والوں نے کچھ عرصہ قبل تک اس کا اور راک ہی نہیں کیا تھا۔ بنیادی ڈھانچے، ہجرت میں عالمگیریت اور ماحولیاتی کراؤ کے سباق و سباق میں کاروبار، تجارت، سیاحت اور صنعت میں تیز رفتار سرمایہ کاری نے سیاسی و سماجی تعمیر پذیر اثرات کے ساتھ جھلجھلکے تخلیق کئے ہیں۔ اگرچہ حالیہ تصویر قابل افسوس ہے پھر بھی ایشیا اور بحر الکاہل کے کنارے آباد ملکوں میں مقامی ریاستی اور قومی رہنماؤں نے ترقی کی رہنمائی کے لئے ایک نئے 'فریم ورک' کی جانب کام

## پاکستان

سامان فراہم کرنے کے لئے ہی مسلسل کام کرتا ہے۔

آباد کاری کے دوران اور بعد ازاں عوام پر اسی جاگیرداری نظام کے تحت حکمرانی کی گئی۔ بلکہ نوآبادی ہونے کا ایک اضافی بوجھ بھی تھا۔ ان کے پرانے حکمران انگریزوں کے ہفتوں ہو گئے تھے لیکن انہوں نے اپنے غیر ملکی آقاؤں کی خاطر ان کے کارندے اور منصب دار بن کر اپنے ہی لوگوں پر حکومت کی۔ عام آدمی کے لئے زندگی اپنی پرانی ڈگر پر ہی چلتی رہی جہاں وہ حکمرانوں کے تابع تھے۔

صنعتی برطانیہ نے بھارت کو خام مال کی فراہمی کا ذریعہ اور اپنے تیار مال کی منڈی بنایا تھا۔ اس عمل نے ملک کی گھریلو صنعت کی بنیاد کو تباہ کر دیا اور لوگوں نے دیکھا کہ ان کے انتظامی، عدالتی اور تعلیمی نظام کے پرزے پرزے ہو گئے۔ ان کی جگہ برطانوی نظام نے لے لی ہے۔ دو سو برسوں کی ذہنی غلامی نے عوام کو یہ ہی سکھایا کہ ”حکمران ہی سب سے بہتر جانتے ہیں اور وہ تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے موجود ہیں“ اس سوچ نے لوگوں کو پیل کرنے سے عاری بنا دیا۔ جمہوری نظام کے تحت جاگیرداروں نے اسی پالیسی کو جاری رکھا۔ یہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ لوگ خود حکمرانی میں سرگرمی سے حصہ لینے میں ہچکچاتے ہیں یا خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتے نفسیاتی طور پر بھی لوگ اب بھی اس انتظار میں دکھائی دیتے ہیں کہ کوئی آئے گا اور ان کے مسائل حل کر دے گا۔

شہریوں کی شراکت کے چند مقبول ذرائع میں ایک ذریعے کو غیر سرکاری تنظیمیں (این جی اوز) یا کمیونٹی بنیادوں پر کام کرنے والی تنظیمیں (سی بی اوز) کہا جاتا ہے۔

## شہری گروپوں کا ظہور

شہریوں کی معاون و مددگار تنظیموں کی

کے شہریوں

نے ماضی

میں بھی نہ تو

برطانوی طرز پارلیمان حکومت

کا تجربہ کیا اور نہ ہی اس پر کبھی عمل کیا۔

اگرچہ کہ وہ انہیں ۱۳ اگست ۱۹۹۳ء کو

ورثے میں ملی تھی۔ لوگ روایتی طور پر

چھوٹے درماتوں و کمیونٹی کی سطح پر پنچائتی

نظام کے تحت خود مختاری سے فیصلے کرتے

رہے ہیں۔

سیاسی اور انتظامی حکمرانی بادشاہوں،

راجاؤں، نوابوں اور امراء کے لئے

مخصوص تھی۔ جس کا نفاذ جاگیرداری نظام

کے تحت تھا۔ جب کبھی یہ حکمران آپس

میں ایک دوسرے سے برسہا برس ہوتے

اور ایک دوسرے کے علاقے پر قبضہ کرنے

کی کوششوں میں مصروف ہوتے تب بھی

کارکن طبقے کو امن و امان سے رہنے دیا

جاتا تھا۔ کیونکہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہی طبقہ

فلاح کو آمدنی اور مالیہ فراہم کرتا ہے۔ یہ

بھی خیال کیا جاتا تھا کہ عام آدمی کا خود کو

انتظام حکمرانی میں شامل کرنا مناسب نہیں

ہے بلکہ اسے ریاست کا کاروبار چلانے کے

لئے معاشی تدریجیت کی خدمات اور

مختلف ممالک میں

این جی اوز کی تعداد

برطانیہ میں

پانچ لاکھ

کینیڈا

دو ہزار

زمبابوے

آٹھ سو

ہنگلہ دیش

بارہ ہزار

ہندوستان

ایک لاکھ

ترقی یافتہ معاشرہ

اور عوامی بہبود

غیر سرکاری

تنظیموں کے قیام

کا بنیادی مقصد





بنیادی گروپوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

## فلاحی

این جی اوز کی اکثریت دیکھ بھال اور فلاح و بہبود کی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ خیراتی کام یا غریب نوازی انہیں ورثے میں ملی ہیں جو ۱۹ویں صدی اور اس کے بعد آنے والے برسوں میں صنعتی ملکوں میں بہت تیزی سے پھیلی تھیں۔

## تغیر اور ارتقاء

کچھ این جی اوز تاریخی طور پر عوامی مفادات کے مقاصد اور سیاسی عمل پر چار میں مصروف ہیں۔ خدمات کے لحاظ سے اس طرح زیادہ جنگی نوعیت کی سرگرمیاں وجود میں آتی ہیں نتیجتاً ان کی سرگرمیاں معاشرے میں بہت سی تبدیلیاں لائیں مثلاً غلامی کا خاتمہ، بچوں سے محنت کرانے کا قلع قمع، بالغ رائے دہی کا تعارف اور پائیدار ترقی وغیرہ۔

تمام این جی اوز مندرجہ چار عمومی خصوصیات، امتیازات کی حامل ہوتی ہیں۔

## رضانکارانہ

رضانکار کی اصطلاح کا مطلب ہے کہ۔

○ ان کی تشکیل رضانکارانہ ہوتی ہو کسی بھی ملک کے قانون یا قانونی دائرہ کار میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس کے تحت ان کو وجود میں لانے کی ضرورت ہو یا انہیں وجود میں لانے میں رکاوٹ ہے۔ اور

○ تنظیم میں رضانکارانہ شراکت کا عنصر ہونا ضروری ہے۔ چاہے یہ بورڈ کے ارکان کی چھوٹی سی تعداد کی شکل میں ہو یا بڑی تعداد میں یا اس سے فائدہ اٹھانے والے اپنا وقت رضانکارانہ طور پر دیں۔

## خود مختار

معاشرے کے قوانین کے اندر رہتے

رہنے والے ہر فرد کو پاکستان کا شہری ہونے کی حیثیت سے اس زمین پر وہ انتہائی اختیار حاصل ہے جس کی اسے ضرورت ہے تاکہ وہ انفرادی یا اجتماعی طور پر عوام کے مفادات کے لئے کام کر سکے۔ حقیقی شہری گروپوں کے کام میں کوئی ایسی سرگرمی شامل نہیں ہوتی جو عوام یا ملک کے لئے ضرورساں ہو۔ اس کے برخلاف



وہ غلط کار حکام کی وجہ سے ہونے والی بے انصافی کا مداوا چاہتے ہیں اور شہریوں کے لئے وہ صحت، ماحول، ٹرانسپورٹ اور سماجی بہتری سے متعلق سہولتوں کو بہتر بنانے کے خواہشمند ہیں۔ شہری گروپ اپنے فنڈز اور کوششوں کو ذریعے یہ ہی کچھ کر رہے ہیں۔ انہیں عوام کے ٹیکس کی رقم سے کوئی فنڈ نہیں مل رہا ہے اور نہ ہی وہ ایسا کوئی فنڈ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

۱۹۹۱ء میں زمبابوے میں ہونے والی پہلی دولت مشترکہ این جی اوز فورم کی سفارشات کے جواب میں دولت مشترکہ فاؤنڈیشن، لندن، برطانیہ نے ایک کتاب مرتب کی ہے جس کا نام ”غیر سرکاری تنظیمیں: اچھی پالیسی اور عمل کے لئے رہنما خطوط“ ہے۔

اس کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ این جی اوز کی نمایاں خصوصیات

وسیع تر معنوں میں این جی اوز کو دو

جماعتوں کا حساب بے باق کرنا ہے (جس کی نقصان دہ سرگرمیوں کے مخالف یہ شہری گروپ ہیں) یہ حکام شہری گروپوں سے اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ کہاں رجسٹرڈ ہیں؟ اور عوام کے مفادات کی سمات کو ممیز لگانے کا انہیں کیا حق اور اختیار حاصل ہے؟ شہری کی یہ دلیل ہے کہ اس ملک میں

ایک بڑی تعداد کا وجود میں آنا اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ سرکاری تنظیمیں خود مختار سرکاری ادارے لوگوں کو ضروری سطح اور معیار کے مطابق وہ سہولتیں، خدمات و آسائشیں خاطر خواہ طور پر فراہم کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ این جی اوز اور سی بی اوز کون ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شہریوں (غیر سرکاری) کے وہ گروپ ہیں جنہوں نے عام شہری کے فائدے کے لئے بعض سماجی و معاشی مقاصد کے حصول کا ذمہ اپنے سر لے لیا ہے۔ یہ رضانکار گروپ ایک بہتر کل کے لئے سرگرم عمل ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ شہر کے سرمائے کو آنے والی نسلوں کا اثنا سمجھا جائے جس کا تحفظ مناسب احتیاط و جانفشانی سے کرنا چاہئے۔ سرکاری اداروں و حکام کی جانب سے چھوڑی جانے والی سماجی خدمات کے خلاء کو پورا کرنے کے لئے این جی اوز اور سی بی اوز کے اراکین رضانکارانہ خدمات فراہم کر رہے ہیں (حالانکہ سرکاری حکام کو تنظیمی ڈھانچہ فراہم کیا جاتا ہے اور عوام کو خدمات فراہم کرنے کے لئے پبلک فنڈ سے تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں)

عام طور پر این جی اوز اور سی بی اوز کے سرگرم کردار کا غیر مقدم سرکاری حکام و اہلکاروں کی جانب سے خوش دلی سے نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کی کمزوریاں کھل کر ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ان سے پوچھ گچھ شروع ہو جاتی ہے اور پھر کبھی کبھی عوام کے مفادات میں چارہ گری بھی ہو جاتی ہے۔ رجعت پسندانہ انداز میں یہ حکام ان شہری گروپوں کی عوام کے حق میں مسلسل اور قائم رہنے والی کوشش کو منظم کرنے کی اصل نیت پر شکوک و شبہات کا اظہار کر کے ان کی قانونی حیثیت اور اعتبار کو چیلنج کرنے لگے ہیں۔ یہ نہ صرف بلاوجہ اعتراض کرتے ہیں بلکہ اکثر کھلے عام کہتے ہیں کہ ان سرگرمیوں کے پس منظر میں دراصل مخصوص مفادات کی حاصل

حقیقی شہری گروپوں کے کام میں کوئی ایسی سرگرمی شامل نہیں ہوتی جو عوام یا ملک کے لئے ضرورساں ہو اس کے برخلاف وہ غلط کار حکام کی وجہ سے ہونے والی ہے



بسر کر رہے ہیں اور آنے والے برسوں میں اس میں مزید اضافہ ہوگا۔

### این جی اوز کی سرگرمیاں

ریاں این جی اوز کی پانچ قسمی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ یہ پسماندہ افراد کی دیکھ بھال اور فلاح و بہبود سے لے کر تبدیلی اور ترقی کی سرگرمیوں تک پھیلی ہوئی ہیں۔

### خدمات تفویض

این جی اوز کو خود ان خدمات کی تعریف کرنی چاہئے جو وہ فراہم کرتی ہیں یا وہ یہ کام فائدہ اٹھانے والے گروپوں کے مشورے سے بھی کر سکتی ہیں یا حکومت یا فنڈ فراہم کرنے والی ایجنسیوں کے لئے خدمات فراہم کر سکتی ہیں۔ جو خدمات فراہم کرتی ہیں جو خدمات کی وضاحت و تعریف کرتی ہیں۔

### ذرائع کو بروئے کار لانا

این جی اوز انفرادی یا اجتماعی سطح پر ذرائع کو بروئے کار لاسکتی ہے۔ ذرائع کی یہ حرکت مالی یا جسمانی ہو سکتی ہے۔ ان میں ذرائع کو بڑھانے والی سرگرمیاں شامل ہیں۔

### تحقیق و جدت طرازی

یہ وہ سرگرمیاں ہیں جن کا مقصد بہتر افہام و تفہیم حاصل کرنا اور عمومی طور پر معاشرے یا اس کے اندر موجود افراد اور نئی نئی

بگم دیش میں کم سے کم بارہ ہزار مقامی گروپ ہیں جو مقامی اور مرکزی حکومت سے مالی امداد حاصل کر رہے ہیں۔ دیکھ ترقی کی ایک این جی اوز نے ۸۵۰۰۰ دیہاتوں کی مدد کی تاکہ وہ مدافعتی ٹیموں کے پروگرام سے مستفید ہو سکیں۔ ایک اور این جی اوز غریب لوگوں کو قرضہ فراہم کرتی ہے۔ اس کی نوسو شاخیں ہیں اور وہ ۲۳ ہزار دیہاتوں میں کام کر رہی ہے۔ بھارت میں ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ این جی اوز ہیں۔ جبکہ دوسرے اندازے کے مطابق صرف ایک صوبے تامل ناڈو میں چالیس لاکھ سے زائد این جی اوز ہزار تنظیمیں رجسٹرڈ ہیں۔ اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کا اندازہ ہے کہ دنیا بھر کے ترقی پذیر ممالک میں این جی اوز سے مستفید ہونے والے افراد کی تعداد تقریباً ۲۵۰ ملین ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں ۳۰ ملین افراد کا ۲۰ فیصد حصے پر مشتمل افراد انتہائی غربت میں زندگی



کردار ادا کرتی ہیں وہ ایک ترقی یافتہ معاشرے اور عوامی بہبود کی آرزو سے متحرک ہو کر قائم ہوتی ہیں اور تعلیم، صحت، سماجی بہبود اور معاشی بہتری کے پروگرام (خصوصاً پسماندہ طبقوں میں) چلاتی ہیں۔ اس طرح وہ بلاواسطہ اور بلاواسطہ جمہوری عمل کو تیز کرتی ہیں۔ این جی اوز ایک عرصے سے معاشرے میں مسائل کے حل اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے نئے ذرائع اور طریقے تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔ حالیہ برسوں میں وہ سماجی، ماحولیاتی اور معاشی ترقی و عمل مثلاً امن، جمہوریت، انسانی حقوق، جنس کی برابری و مساوات اور غربت جیسے موضوعات و مسائل پر قائم رہنے والے اعمال کے لئے تجدیدی تحقیق کا مرکز بنی ہیں۔

این جی اوز کی تعداد ہر ملک میں مختلف ہے۔ برطانیہ میں ایک اندازے کے مطابق پانچ لاکھ سے زائد این جی اوز ہیں جن میں سے پونے دو لاکھ خیراتی ادارے کے طور پر رجسٹرڈ ہیں اور اندازاً ۷۰ ملین سالانہ خرچ کر رہی ہیں۔ کینیڈا میں این جی اوز کے کینیڈین ماحولیاتی نیٹ ورک میں دو ہزار گروپوں کی ممبر شپ ہے۔ زمبابوے میں ۸۰۰ این جی اوز ہیں جو آزادی سے اب تک مختلف منصوبوں پر تین سو سے چار سو ملین ڈالروں کے پونڈ خرچ کر چکی ہیں۔

ہوئے ان کا کنٹرول ان افراد کے ہاتھوں میں ہو جنہوں نے انہیں بنایا ہے یا انتظامی بورڈ ہو جو ان ہی لوگوں کا نمائندہ ہو یا قانون کے تحت کنٹرول اور انتظام کے لئے انہیں ذمہ دار تفویض کرنا ضروری ہو۔

### بلامناہج

وہ ذاتی، نجی یا فائدے کے لئے نہ ہوں اگرچہ۔۔۔

○ این جی اوز دیگر اداروں کی طرح ملازمین کی خدمات حاصل کر سکتی ہیں جنہیں ان کی خدمات کا معاوضہ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن این جی اوز میں 'آجر' انتظامی بورڈز کو ان کے اس کام کا معاوضہ نہیں دیا جاتا جو وہ بورڈز میں سرانجام دیتے ہیں۔ عام طور پر بورڈز کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے وہ جو اخراجات کرتے ہیں عام طور پر ان کی ادائیگی کر دی جاتی ہے۔

○ این جی اوز آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں میں ملوث ہو سکتی ہیں لیکن وہ حصہ داروں یا اراکین میں منافع یا اضافی رقم تقسیم نہیں کر سکتیں۔ وہ حاصل شدہ آمدنی کو صرف اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کر سکتی ہیں۔

### اغراض و مقاصد میں نجی مفاد

### شامل نہ ہوں

این جی اوز کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

○ ایسے مغلوب افراد کے حالات کو بہتر بنانا جو اپنی صلاحیتوں و قابلیت کو سمجھنے سے قاصر ہوں اور عملاً "معاشرے میں اپنے پورے حقوق حاصل کرنے کے قابل نہ ہوں اور/یا

○ معاشرہ بہ حیثیت کل یا لوگوں کے حالات یا مواقع فلاح و بہبود کا تعین کرنے والے موضوع اور مسائل پر کام کرنا۔

### این جی اوز کی اہمیت

این جی اوز معاشرے میں ایک اہم

# مکانات کے ترقیاتی شعبے کی تنزی کی اسباب

## غلط شروعات

اصل دستاویزات کا موازنہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مرکزی خریداری مراکز، پارکس، ٹھیٹرز، پارکنگ کی جگہیں، پیدل چلنے کے راستے وغیرہ کی سولوں کی فراہمی کا تذکرہ موجود ہے۔ لیکن علاقے کا جائزہ لینے پر ان تمام سولوں پر آسانوں کی غیر موجودگی واضح طور پر نظر آتی ہے۔ کیا انہیں تعمیر کیا گیا تھا یا گزرے ہوئے برسوں میں ان کھلی جگہوں پر قبضہ کر لیا گیا اور زمین کے استعمال کو تبدیل کر دیا گیا؟ ترقی کے تاریخی عمل کا محتاط جائزہ سادہ متبادل کی جانب زیادہ اشارے کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ چنانچہ کیا حکومت کو الزام کا بڑا حصہ اپنے سر لینا چاہئے؟

## بربادی کی ترکیب

اس حقیقت سے ہرگز انکار نہیں کہ صارفین نے بھی حاصل خدمات کا بری طرح استعمال کیا اور نافذ ہونے والے قوانین کی خلاف ورزی کی جو سکشن پیپ جیسے آلات کا کھلے عام استعمال، پانی کے پائپوں کے نیٹ ورک میں انفرادی سطح پر تبدیلیوں، نالوں اور گز میں کوڑا کرکٹ اور سنگل پونٹ مکانوں کو ملٹی پونٹ کپلیکس میں تبدیلی سے ظاہر ہوتی ہے۔ پھر کیا یہ متانا مناسب ہو گا کہ کینوں کو قانون توڑنے اور ماحول کو آلودہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ یہ بحث اسی طرح جاری رہے

چند مسائل کو ذیل میں زیر بحث لایا گیا۔ پاکستان میں اگر کوئی شہری ترقی کی تاریخ پر دوبارہ غور و فکر کرے تو جو کہانی سامنے آتی ہے وہ امید اور ناامیدی اور ترقی و تنزی کا ایک پیچیدہ گورکھ دھندا ہے جس کا بد قسمت عنوان ”شگفتہ وعدے اور ناکام خواب“ ہے۔

## الٹی ہو گئی تعبیر

ترقی کے ابتدائی مراحل میں بڑے ترقیاتی منصوبے خصوصاً ”رہائشی شعبے میں منصوبہ بندی کرتے وقت مستقبل پر نظر مرکوز نہیں کی گئی۔ عظیم کراچی کا نوآباد کاری پروگرام بھی ایک ایسا ہی منصوبہ تھا۔ گورنگی اور نارنجہ کراچی کے دونوں رہائشی منصوبوں کو لیتے۔ کیا ان دونوں کے رہنما خطوط، سولوں، آسانوں اور بنیادی ڈھانچوں اور منصوبہ بندی کی اصل دستاویز کے خطوط میں ذرا سی بھی مماثلت پائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے سڑک کے ساتھ کہیں پر کچھ نہ کچھ سخت گزری ہوئی ہے۔ کیا ہوا ہے؟ اور کون سے عوامل یا کرداروں کو ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ کیا ہم نے کوئی سبق سیکھا ہے؟

ان سوالات کے جواب آسان نہیں ہیں۔ ان کی کلیت کے ساتھ ان سے نمٹنا اس مطالعے کے اختیار سے باہر ہے۔ لیکن کچھ سنگ میل ضرور مقرر کئے جاسکتے ہیں اور چند جہتیں ہونے سوالات ضرور اٹھائے جاسکتے ہیں۔

شہری برائے بہتر ماحول نے حال ہی میں ایک مطالعہ کیا جس میں کراچی میں سرکاری رہائشی شعبے کو درپیش مسائل زیر بحث آئے۔ نارنجہ کراچی کا 5-ڈی سیکٹر مطالعہ کے لئے منتخب کیا گیا۔ جس کے تحقیقی کام کے نتیجے میں چند اہم سوال اٹھے ہیں جن کا فوری جواب مطلوب ہے۔

اس مطالعے میں رہتے ہوئے مکانات کی ترقیاتی شعبے میں تنزی کی وجوہات کا اندازہ لگایا گیا کہ مکانات کو جدید سولوں کی فراہمی میں کمی کے ساتھ ساتھ ترقی یافتہ سولوں کی مناسب دیکھ بھال میں ناکامی کے اسباب بھی تلاش کئے گئے۔

اس اندازے کی بنیاد حکومت کی ایک خصوصی رہائشی اسکیم / منصوبہ (نارنجہ کراچی سیکٹر 5-ڈی) کی ترقی کی تاریخ معلوم کرنے کی کوشش پر تھی۔ اس کی منصوبہ بندی، عملدرآمد اور قبضے کے تمام مراحل کا جائزہ لیا گیا تاکہ تجزیہ کیا جاسکے کہ غامی کہاں ہے۔ آخر حکومت کراچی میں رکھی رہائشی شعبے میں اپنے نمایاں کردار کو برقرار رکھنے میں کیوں ناکام رہی اور ترقی پذیر رہائشی اسکیم خصوصاً ”پست /

متوسط آمدنی رکھنے والے علاقے منصوبہ بندی اور انتظامی کا بوس کیوں بن گئی۔

مطالعے کا ایک اور اہم پہلو ”عوامی رائے عامہ“ پر زور دینا ہے۔ بد قسمتی سے ماضی اور حال کے بیشتر شہری منصوبے ان لوگوں کے خیالات، آراء اور مشوروں کو اکتھا کرنے کی تنگ دود کے بغیر تیار کئے گئے جن کو فائدہ پہنچانے کے لئے انہیں بنایا گیا تھا جس طریقہ پر ان منصوبوں کی تشکیل کی گئی اور ان پر عملدرآمد کرنے والوں اور شہری کے لئے خصوصاً ”کتے تباہ کن اثرات ظاہر ہوئے اس سے اس تنہا رسائی کی حماقت ثابت ہوتی ہے۔ جو بنیادی حقیقتوں سے بالکل الگ تھی اور اس کے ذمہ دار منصوبہ بندی کرنے والے ہمارے حضرات تھے۔

اس مطالعے کے دوران اٹھنے والے



منصوبہ بندی اور عملدرآمد

کے درمیان خلا کیوں؟

یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں تھا کہ عوامی آراء کے سروے کی بنیاد پر بنائے گئے معلوماتی سانچے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عوام شدت سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ اصل منصوبے شہریوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے سے قاصر تھے۔ اس احساس کی وضاحت یہ کہہ کر کی جاسکتی ہے کہ ان منصوبوں پر کبھی بھی پوری طرح عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ اس لئے منصوبہ بندی کرنے والوں کو الزام دینا بے سود ہے۔ لیکن ایک یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں مختلف نسلیں اور قومیں آباد ہیں۔ کراچی ایک چھوٹا پاکستان ہے جو ان سب کی نمائندگی کرتا ہے۔ مختلف زبان و نسل کی یہ آبادیاں اپنی سماجی معاشی خصوصیات کی حامل ہیں جو نچلے متوسط آمدنی والے طبقے سے تعلق رکھنے والوں میں زیادہ نمایاں ہیں۔ طرز زندگی اور رہائش میں ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ شاید ایک خاص کمیونٹی کے لئے رہائشی سہولتوں کو ترقی دیتے وقت انجینئرنگ اور ٹیکنیکی تعلق سے قطع نظر سماجی معاشی عوامل کو بھی مد نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ زیادہ تر رہائشی منصوبے ان افراد کے کردار، سماجی و خاصیتوں کی عکاسی نہیں کرتے جو ان میں رہائش اختیار کرتے

دستاویزات کا موازنہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مرکزی خریداری مراکز، پارکس، تھیٹرز، پارکنگ کی جگہیں، پیدل چلنے کے راستے وغیرہ کی سہولتوں کی فراہمی کا تذکرہ موجود ہے، لیکن درحقیقت وہ موجود نہیں ہیں

دیا ہے اور جس میں ہمارے پلانرز اور ڈیولپرز کے لئے ان کی کارکردگی بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ ہم نے اداروں، نجی انٹرنیشنلز، شہری گروپوں اور افراد کے متعلقہ کردار کو جانچا ہے جو شہری ترقی کو اثر آفرین بناتا ہے اور ہمارا اپنا خصوصی سماجی بندوست انتظامی سیاق و سباق دیتا ہے۔ مندرجہ ذیل سنگ میل مقرر کئے ہیں۔

فہرست تیار کر سکتا ہے اور مسائل کی نشاندہی کر سکتا ہے۔ ترقی کے راستے کی نوعیت گورکھ دھندے کی سی ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو تختہ مشق بنا لیا ہے۔ لیکن سب سے اہم سوال تو یہ ہے کہ کیا ہم نے اپنی غلطیوں، حماقتوں اور بد قسمتی سے کوئی سبق سیکھا ہے؟ کیا ہمارے ترقیاتی اداروں (سرکاری یا نجی) نے ایسے وعدے کرنے بند کئے جو وہ کبھی پورے نہیں کر سکتے وہ مستقبل پر نظر رکھنے کی اپنی نااہلیت اور ناقص منصوبہ بندی کے طریقے کار سے دست بردار ہوئے؟ کیا انہوں نے خود ماضی کی ترقیاتی کوششوں کا تجزیاتی اندازہ لگایا اور انہیں اپنے مستقبل کے منصوبوں میں ضم کیا اور حفاظتی اقدامات اٹھائے تاکہ مصیبت، تباہی و بربادی کو دوبارہ رونما ہونے سے روکا جاسکے۔

جاگ جائیے

شہری برائے ہر ماحول اس مطالعے کے ذریعے کراچی میں ریاست کی جانب سے پیش ہونے والے اور زیر انتظام رہائشی شعبے کی تنزیلی کی وجوہات کا اندازہ لگانے کے لئے معیار اور سوئی کاتین کر کے مثبت تبدیلی کی سمت ایک قدم اٹھایا ہے۔ ہم نے عوام پر براہ راست اثر انداز ہونے والے مسائل کا اندازہ لگانے اور انہیں ضبط تحریر میں لانے کی اہمیت پر زور

گی۔ جب آپ کو اپنے کوڑے کرکٹ کو حفاظت کے ساتھ ٹھکانے لگانے کی کوئی سہولت حاصل نہ ہو۔ جب گندے پانی کے نکاس اور پانی کی فراہمی کے نظام کو باقاعدہ دقوں کے ساتھ دوبارہ درست نہیں کیا جائے گا۔ جب آپ کو ۲۴ گھنٹے پانی کی فراہمی نہ ہو۔ جب ریاست کے کرنا دھرتا زمین کے استعمال کی تبدیلی اور تجاوزات کے واقعات پر اپنی آنکھیں اور کان بند کر لیں تو کیا ہم قوانین کی خلاف ورزی اور نظام و خدمات پر زیادتی کی ترکیب نہیں کر رہے ہیں؟ پھر کیا یہ خدمات کو برقرار رکھنے کا مسئلہ نہیں ہے؟

شہریوں سے یہ پوچھنا بر عمل ہوگا کہ کیا انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے سے پہلے وہ تمام قانونی حربے و راستے اپنائے تھے جو انہیں دستیاب تھے؟ اکثر یہ بات سامنے آتی ہے کہ انہوں نے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ چاہے اس کی وجہ علم کی کمی ہو یا نظام پر اعتماد نہ ہونے کا نتیجہ ہو۔ تو کیا عام آدمی کو علم و قوت فراہم کرنے میں امید کی کوئی کرن نظر آتی ہے؟ یہ بات بھی کم اہم نہیں ہے کہ عام آدمی اپنی غلطی (شہوری یا غیر شہوری) تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور سرکاری حکام اپنے عدم تعاون کے لئے امتیاز رکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ایک سماجی مسئلہ

یک ہی راگ کا آلاپ

کوئی بھی فرد سوالات کی ایک طویل

کراچی میں مختلف نسلیں اور قومیں آباد ہیں، ان کا طرز زندگی اور رہائش ایک دوسرے سے مختلف ہے، زیادہ تر رہائشی منصوبے ان افراد کے کردار، سماجی اور ثقافتی خاصیتوں کی عکاسی نہیں کرتے جو ان میں رہائشی اختیار کرتے ہیں

ہیں۔ یہاں سوچ و بچار کیا جاسکتا ہے۔

اکثر اوقات پلاٹ اور مکانات کو شخص کرنے کے عمل کے دوران لاتعداد رکاوٹوں کا سامنا ہوتا ہے بہت سی رہائشی اسکیمیں ابتداء میں ہی ناکام ہو گئیں کیونکہ پلاٹ/مکان کو مخصوص کرنے میں گزروں کی گئی اور اس پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر لیا اور ضرورت مند رہائشی کو کھڑے لائن لگا دیا گیا۔

رہائشی قرضوں کی تقسیم بھی اس شعبے میں افزائش کو متحرک کرنے میں ناکام رہی ہے۔ جسکی وجہ سے قرضے کے عمل، معاشرتی، سماجی، معاشی رجحانات اور حق انتخاب سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیتوں کے درمیان عدم مطابقت ہے۔

## ترقی اور نظام کا انتظام

اس حقیقت کے بارے میں دو آراء نہیں ہو سکتیں کہ ہمارے ملک میں شہری

انتظامی نظاموں نے اپنی کارکردگی کی صلاحیتوں میں ترقی پسندانہ حتمی کا اظہار کیا ہے۔ اہم شہری خدمات مثلاً پانی/سیوریج، کوڑے کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کا کام وغیرہ بھی مسلسل حالت فرسودگی میں ہیں۔ اہلیت کے ساتھ کام کرنے کے سرکاری نظاموں کی غیر موجودگی میں شہری معاملات کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہیں یہ ایک ایسی مشق ہے جو اگر ذمہ دار اداروں، گروپوں کی پیشہ ورانہ نگرانی کے بغیر ہو تو اس کا نتیجہ نظاموں اور خدمات کے ناجائز استعمال کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہ عمل سرکاری ایجنسیوں کی قانون کی بالادستی کو منسوخ یا کوتاہی سے قائم رکھنے میں ناکامی کے باعث مزید خراب ہوتا ہے۔

## حکومت کے کردار میں بالیدگی

### کی ضرورت

یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ ترقی یافتہ

ممالک میں بھی جہاں شہریوں کی خرچ کرنے کی سطحیں ہمارے مقابلے میں بہت زیادہ بلند ہیں۔ شہری ترقی میں پبلک ہاؤسنگ ایک مقبول اور کامیاب کڑی ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ایک ایسا ہی ملک ہے تو پھر ہم نجی شعبے پر اتنا زیادہ انحصار کیوں کرتے ہیں؟

حکومت اس عمل کو آسان بنانے کے لئے مختلف اقدامات اٹھا سکتی ہے جن میں زمین کی قیمت میں کمی اور سائٹ پر بنیادی ڈھانچے کی دستیابی کے بعد متوقع خریداروں کو پلاٹوں کی پیشکش شامل ہیں۔

ترقی کے مختلف نمونوں کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ غریب اور متوسط آمدنی رکھنے والے گروپوں کے لئے اور نجی پبلک پروجیکٹ ماڈل کی مثال سامنے ہے۔

## اختتامی یادداشت

فراست، دوراندیشی و بصیرت کے بغیر

منصوبہ بندی، علم، وضاحت اور صفائی کے بغیر انتظام اور انصاف و اصولوں کے بغیر قواعد و ضوابط ہمیں ایک کے بعد ایک منصوبہ بندی اور ترقی کی تباہی کی جانب لے گئے ہیں۔ ہم صرف اپنی غلطیوں سے سبق سیکھ کر اپنی بصیرت کو وسعت دے کر اور اپنے طریقہ کار میں شفاف عمل اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بنا کر شہریوں کی مدد اور تعاون حاصل کر کے ہی اس رجحان کو تبدیل کر سکتے ہیں۔

شہری برائے بہتر ماحول یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کے پاس تمام جوایات ہیں لیکن اس تجزیاتی مشق کے پس منظر میں جینی طور پر وہ سوالات اٹھا سکتا ہے جیسے ہم سب کو کم از کم وقت میں سمجھنے اور جواب دینے کی ضرورت ہے۔ اس مطالعے کے منتظم جناب فرحان انور رکن شہری سی بی ای ہیں۔



# کوبہ

(COCOON)

## ایک آدمی کو تھلی کا کوبہ ملا

ایک دن ایک آدمی کو کوبہ ملا جس میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا وہ گھنٹوں تھلی کو اس سے سوراخ سے نکلنے کی شدید جدوجہد کرتے دیکھتا رہا۔ پھر ایسا محسوس ہوا کہ سوراخ بڑا نہیں ہو گا تھلی جتنی کوشش کر سکتی تھی کر چکی۔ اور اب وہ مزید کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ دیکھ کر اس آدمی نے تھلی کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے قہقہے سے کوبے کے بقیہ حصے کو کاٹ دیا۔

## تھلی آسانی سے باہر آگئی

پھر تھلی اپنے کوبے سے باہر آسانی سے تو آگئی لیکن اس کا جسم سوجا ہوا تھا اور اس کے پر بہت چھوٹے اور مڑے مڑے تھے۔ آدمی تھلی کی نگرانی کرتا رہا۔ کیونکہ اسے امید تھی کہ کسی وقت بھی تھلی کے پر بڑے ہو کر پھیل جائیں گے

اور اس کے جسم کو سارا دے سکیں گے اور سوجا ہوا اس کا جسم وقت کے ساتھ سکڑ کر اپنی اصلی حالت میں آجائے گا۔ لیکن حقیقتاً ایسا کچھ بھی نہیں ہوا کیونکہ تھلی نے اپنی بقیہ زندگی اپنے سوجے ہوئے جسم اور مڑے مڑے پروں کے ساتھ تھپتھپتے ہوئے گزاری۔

## وہ کبھی اڑنے کے قابل نہیں ہوئی

وہ آدمی اپنی مہربانی اور جلدی میں اس بات کو سمجھ نہیں سکا کہ کوبے کو پابند کرنا اور جدوجہد کرنا خدائی طریقہ کار ہے۔ کوبے کے چھوٹے سے سوراخ سے باہر نکلنے کی جدوجہد کرنے سے تھلی کے جسم سے مائع نکل کر اس کے پروں میں جانے پر مجبور ہوتا ہے تاکہ وہ مضبوط اور بڑے ہو سکیں اور جب تھلی اپنے کوبے سے آزادی حاصل کر لے تو پرواز کے لئے پوری طرح تیار ہو۔

کبھی کبھی ہمیں اپنی زندگی میں جدوجہد کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اگر خدا ہمیں اپنی زندگی کو رکاوٹوں کو عبور کئے بغیر پھلنے پھولنے کی اجازت دے دے تو ہمیں اپنا بیج بنا دے گی۔ ہم کبھی بھی اتنے مضبوط نہیں ہوں گے جتنا کہ ہم ہو سکتے ہیں۔ اور ہم کبھی پرواز نہیں کر سکتے۔

حنیف اے ستار

رکن انتظامی کمیٹی، شہری سی بی ای

کے ایم سی کا عندیہ کیا ہے؟

## اسپتالوں کے فضلے کے لئے غلاظت سوز بھٹیاں!

اور اس بات کی کون ضمانت دے گا کہ ماحولیاتی اور صحت کے معیار کی ضروریات پوری کی گئی ہیں۔

کیا کے ایم سی کے حکام ہمیں اس منصوبے کے انتظامی عمل کے بارے میں بتانا پسند کریں گے یہ منصوبہ شہر کے جن اسپتالوں کو خدمات فراہم کرے گا ان کے ساتھ کس قسم کا انتظام اور باہمی عمل پلان وجود میں آیا ہے۔ کوڑا کرکٹ اپنے مقام سے کس طرح جمع ہوگا اور خاتمے کے مقام تک کیسے پہنچایا جائے گا۔ کیا اس عمل میں حفاظتی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

یہ تمام سوالات فطری طور پر ہمیں سب سے اہم سوال کی جانب لے جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کیا منصوبے کے لئے ماحولیاتی اثر کا کوئی اندازہ لگایا گیا ہے۔ اگر اس سوال کا جواب ہاں ہے تو پھر یہ رپورٹ کہاں ہے؟ اور لوگ اس کے وجود سے آگاہ کیوں نہیں ہیں؟

آخر میں ہم یہ بتانا چاہیں گے کہ شہری اصولی طور پر اس پیش قدمی کے لئے معاون و مددگار ہے لیکن اس کے لئے یہ حقیقت اطمینان بخش نہیں ہے کہ مذکورہ بالا تمام سوالات حل ہونے باقی ہیں۔ کیا کے ایم سی انتظامیہ یہ ضرورت پوری کرے گی اور عوام میں پائی جانے والی تشویش کو دور کرے گی۔



غلاظت سوز بھٹیوں کا انتخاب انتظامی سے زیادہ تکنیکی ہے۔ کوڑے کرکٹ کے خاتمے کے منصوبوں یا تکنیکی نوعیت کے کسی بھی قسم کے منصوبوں کا انتظام چلانے میں کے ایم سی کا ریکارڈ کتنا اچھا ہے؟ اس سوال کا اطمینان بخش جواب حاصل کرنا آسان نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ کیا کے ایم سی نے منصوبے کی کارکردگی کو یقینی طور پر محفوظ اور ماحول دوست بنایا ہے؟ خصوصاً "ہوائی اخراج کو مانع کرنے کے سلسلے میں اس نے کوئی ٹھوس قدم اٹھایا؟" کیا وہ حملہ جو ان غلاظت سوز بھٹیوں کو چلانے کے انتظام اور نگرانی پر مامور ہے وہ اس کام کی قابلیت رکھتا ہے؟ اور کیا اس عملے کے اراکین کو مناسب تربیت دی گئی ہے؟

شہری کے ایم سی سے یہ بھی معلوم کرنا چاہے گا کہ پلانٹ کو چلانے والے افراد کی صحت کے تحفظ کے لئے کون سے حفاظتی معیار اختیار کئے گئے ہیں یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی کا حامل ہوگا کہ سندھ کا تحفظ ماحولیات کا ادارہ (SEPA) اس منصوبے میں کیا کردار ادا کرے گا کیونکہ پاکستان میں اسپتال کے کوڑے کرکٹ کو مانع کرنے کے لئے کوئی معیار اور قواعد و ضوابط موجود نہیں ہیں۔

ایس پی سی اے کے ماہرین نے کئی بنیادوں پر پروجیکٹ کو این او سی فراہم کیا

حقیقت کا روپ دھارنے میں کامیاب ہو گیا ہے کیونکہ اب غلاظت سوز بھٹیاں اور متعلقہ بنیادی ڈھانچے اپنی جگہ نصب ہو چکے ہیں۔ محسوس تو ایسا ہوتا ہے کہ درست سمت میں ایک قدم اٹھایا گیا ہے لیکن ہم اب بھی پروجیکٹ کے موثر انتظام اور عمل میں آنے کے مرحلے سے بہت دور ہیں۔

کوڑے کرکٹ سے نمٹنے کے لئے

ملک بھر میں

یہ عالم ہے کہ اسپتال کے

کوڑے کرکٹ کو عام

گھریلو فضلے کی مانند

خیال کیا جاتا ہے، اسپتال

کا خطرناک کوڑا کرکٹ

جس میں لیبارٹری

کا کوڑا اور سرنجیں وغیرہ

شامل ہوتی ہیں

گلیوں اور سڑکوں پر بھرا

نظر آتا ہے

بوس قبل بلدیہ عظمیٰ کراچی نے دو غلاظت سوز بھٹیوں کو درآمد کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ کراچی شہر کے اسپتالوں کے کوڑے کرکٹ کا خاتمہ کیا جاسکے۔

یہ ایک قابل ستائش پیش قدمی تھی کیونکہ اسپتالوں کا کوڑا کرکٹ اپنے زہریلے مواد کے باعث خصوصی کوڑا کرکٹ سمجھا جاتا ہے۔ جس سے نمٹنے کے لئے گھریلو کوڑے کرکٹ کے مقابلے میں خصوصی طریقہ کار کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے شہر بلکہ یہ کتنا مناسب ہوگا کہ پورے ملک میں یہ عالم ہے اسپتال کے کوڑے کرکٹ کو بھی عام گھریلو فضلے کی مانند سمجھا جاتا ہے۔ اسپتال کا خطرناک کوڑا کرکٹ جس میں لیبارٹری کا کوڑا اور سرنجیں وغیرہ بھی شامل ہوتی ہیں گلیوں اور سڑکوں پر بکھرا نظر آتا ہے اور اس سے کسی بھی قسم کا جسمانی رابطہ تباہی و بربادی کے نتائج کا باعث بن سکتا ہے۔

چند ایک اسپتالوں مثلاً آغا خان اسپتال، کڈنی سینٹر اور سول اسپتال وغیرہ میں غلاظت سوز بھٹیاں نصب ہیں۔ ان کے علاوہ کسی بھی بڑے طبی ادارے نے اس مسئلے کو موثر طور پر نمٹنے کے لئے کسی قسم کی کاہنہ قدم نہیں اٹھایا ہے۔

شہر میں دو غلاظت سوز بھٹیاں نصب کرنے کا کے ایم سی پروجیکٹ چند برسوں تک معطل رہنے کے بعد آخر کار اب





## ٹائمز اسکوائر

## نیویارک

اس پر رونق علاقے میں عظمت رفتہ لوٹ آئی

## سوانی چو

اسٹریٹ پر واقع نو تاریخی عمارتوں کی از سر نو آرائش کر کے ٹائمز اسکوائر کی عظمت رفتہ کو اجاگر کیا جائے۔ یہاں چار تجارتی عمارت کی تعمیر اور ایک تجارتی مال کی مارکیٹ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ خیال یہ تھا کہ اس علاقے میں سرکاری رقم کی یہ سرمایہ کاری ڈیولپرز اور کاروبار کے لئے پرکشش ثابت ہوگی اور اس کے کردار کی ”اصل روح“ اس کے عمارتوں کو بھی محفوظ رکھا جاسکے گا۔

لیکن ۱۹۸۹ء میں جائیداد کے لین دین کا کاروبار دیوالیہ ہو گیا اور ریاستی منصوبے کو غیر معینہ مدت کے لئے روک دیا گیا۔

### ٹائمز اسکوائر بڈ کا قیام

اس ناظر میں نجی جائیداد اور کاروبار کے مالکان نے کچھ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ٹائمز اسکوائر کی بڑی صنعتوں مثلاً دی نیویارک ٹائمز، ٹھیکر کے مالکان اور ہوٹل و ریسٹوران چلانے والوں کے نمائندوں نے مل کر ایک کمیٹی بنائی جس نے بزنس امپروومنٹ ڈسٹرکٹ (بی آئی ڈی) کے لئے ایک پلان بنایا۔ جو شہر اور ریاست کی جانب سے ۱۹۸۲ء میں پاس ہونے والے قانون سے مطابقت رکھتا تھا نیویارک اور پورے امریکہ میں بہت سی بڈز موجود ہیں۔ نیویارک شہر میں ہی اس وقت ۳۹ بڈز ہیں۔ خصوصاً ”یونین اسکوائر“ بڈ شہر کے اس حصے کی صفائی میں کامیابی سے مددگار ثابت ہوئی۔

کمیٹی نے ایک ڈسٹرکٹ پلان (ضلعی منصوبہ) تھیلیٹ کیا جس میں حدود خدمات اور بہتری کی گنجائش کو اجاگر کیا گیا۔ بجٹ اور تشخیص و اندازے لگانے کے طریقہ کار کی وضاحت کی گئی ممبر شپ اور ڈائریکٹروں کے بورڈ کی ترتیب کی بھی نشاندہی کی گئی کمیٹی نے حدود کے اندر واقع ہر مالک جائیداد تاجر اور رہائشی سے رابطہ کیا اور انہیں اس عمل کے بارے

اسکوائر کاروبار اور شہر کے درمیان سرکاری و نجی شراکت داری کی

ایک مثال ہے۔ ٹائمز اسکوائر مین بیٹن نیویارک شہر کے وسط میں مرکزی کاروباری علاقہ ہے۔ بڈ (BID) ایک تنظیم اور ملکیاتی بینکنگ ہے جسے مالکان جائیداد اور تاجروں نے اپنی قدر و قیمت جانچنے کے لئے استعمال کیا اس کے لئے انہوں نے شراکتیں جمع کرنے والی قوت کو استعمال کیا۔ چنانچہ معاشی ترقی کے لئے ایک قابل اعتبار ذریعہ فنڈ تخلیق ہوا۔ دی ٹائمز اسکوائر بڈ تو بہتوں میں سے ایک ہے۔

### تاریخی پس منظر

اس صدی کے آغاز میں اس علاقے میں زندگی کی چمک پھل اس وقت بڑھی جب ۱۹۰۳ء میں یہاں سب دے تعمیر ہوئی۔ نیویارک ٹائمز یہاں منتقل ہوا اور اسکوائر کو اپنا نام دیا۔ ۳۲ ویں اسٹریٹ پر بہت سے ٹھیکر تعمیر ہوئے۔ ۱۹۳۰ء اور پچاس کے عشروں میں علاقے نے نمایاں ترقیاتی مرکز کی حیثیت سے اپنا مقام کھودیا کیونکہ فلم ریڈیو اور پھر ٹیلی ویژن تفریح کے مقبول ذرائع بن گئے تھے۔ ۱۹۷۰ء کے عشرے تک خوبصورت قدیم ٹھیکر کامیڈی شو، عریاں فلموں اور دیگر تفریحات کا گھر بن گئے۔ یہ علاقہ شہری تباہی اور روگ کا نشان بن گیا۔ جہاں سڑکوں پر منشیات اور عصمت فروشی، سیاحوں اور صارفین کو دور رکھتی اور جرائم کو دعوت دیتی تھی۔ چنانچہ صورتحال مزید بدتر و بوسیدہ ہو گئی تاریخی محلے کو مزید تنزلی سے روکنے کے لئے نجی و سرکاری ذرائع ناکافی تھے لیکن ایسی بات نہیں تھی کہ کوششوں میں کمی آئی ہو۔ ۱۹۸۰ء میں شہر اور ریاست نے مل کر ۳۲ ویں اسٹریٹ پر ترقیاتی منصوبے کو قائم کیا۔ جس نے تجویز پیش کی ۳۲ ویں